خازم بن خزیمہ تمیمی

خازم بن خزیمہ تمیمی

(عربی میں: خازم بن خزيمة التميمي)



معلومات شخصیت

پیدائش	سنہ 708ء مرو الرود
وفات	سنہ 770ء (61–62 سال) بغداد
شہریت	سلطنت امویہ (–750) دولت عباسیہ (750–)
اولاد	خزیمہ بن خازم

عملی زندگی

پیشہ	عسکری قائد ، والی
پیشہ ورانہ زبان	عربی

عسکری خدمات

وفاداری	دولت عباسیہ
لڑائیاں اور جنگیں	عباسی انقلاب ، بغاوت استاذ سیس

ابو خزیمہ خازم بن خزیمہ بن عبد اللہ نہشلی دارمی تمیمی (90ھ - 153ھ / 708ء - 770ء) وہ عباسی دورِ تاسیس کے ممتاز ترین امرا، سپہ سالاروں اور سیاست دانوں میں سے ایک تھا، جسے عباسی خلافت میں خلیفہ کے بعد دوسرا اہم ترین شخص شمار کیا جاتا تھا۔ اس نے خلیفہ ابو العباس السفاح کے دور میں عمان اور ابو جعفر المنصور کے عہد میں خراسان کی امارت سنبھالی اور عباسیوں کی طرف سے کئی اہم جنگیں اور مہمات لڑیں۔[1]

اس نے خوارج، اباضیوں، صفریہ اور دیگر بغاوتوں کو کچلا، حتیٰ کہ دربارِ خلافت میں اُسے "القائد" (سپہ سالار) کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ خلیفہ ابو جعفر المنصور کی پولیس کا سربراہ رہا اور اسی منصب پر بغداد میں 153 ہجری کو وفات پائی، خلیفہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

وہ قبیلہ بنی تمیم کی شاخ بنی نہشل سے تعلق رکھتا تھا، غیر معمولی جنگی مہارت اور عقل و فہم رکھنے والا تھا اور کبھی کسی جنگ میں شکست نہیں کھائی۔ اس نے مرو، حلوان، طبرستان، فارس اور عراق میں عباسی فتوحات میں نمایاں کردار ادا کیا اور خلافتِ عباسیہ کے استحکام کے لیے فیصلہ کن خدمات انجام دیں۔[2][3][4][5]

نسب و خاندان

خازم بن خزیمہ کا تعلق قبیلہ تمیم کی شاخ بنی نہشل سے تھا، جو عرب کے معزز قبائل میں شمار ہوتی ہے۔ اس کا مکمل نسب خازم بن خزیمہ بن عبد اللہ بن حنظلہ بن نضلہ... بن تمیم بن مرّ ہے اور اس کی کنیت ابو خزیمہ تھی۔،[6][7] وقومه بنو نهشل من بني تميم من أشراف العرب، وفيه يقول الشاعر:[8]

اس کے اجداد عرب کے نامور سردار اور بہادر جنگجو تھے۔ خاص طور پر اس کا جد صخر بن نہشل، جاہلی دور میں بنی تمیم کا سردار، معروف بہادر اور کامیاب جنگی قائد تھا۔ اس کی ایک بہادری کی مثال عربی ضرب المثل "أنجز حرّ ما وعد" کے طور پر مشہور ہوئی۔[9][10]

بنو نہشل کو "نہشل الفوارس" (سواروں کا قبیلہ) اور "الشہاب" کے لقب سے بھی جانا جاتا تھا، ان کی شجاعت اور جنگی مہارت کی بنا پر۔ عرب شعرا نے ان کی مدح میں اشعار بھی کہے، جیسے الفرزدق اور دیگر شعرا نے۔[11] .[12][13]

درستی https://ur.wikipedia.org/w/index.php?title=%D8%AE%D8%A7%D8%B2%D9%85_%D8%A8%D9%86_%D8%AE%D8%B2%DB%8C%D9%85%DB%81_%D8%AA%D9%85%DB%8C%D9%85%DB%8C&action=edit&section=5
ترمیم https://ur.wikipedia.org/w/index.php?title=%D8%AE%D8%A7%D8%B2%D9%85_%D8%A8%D9%86_%D8%AE%D8%B2%DB%8C%D9%85%DB%81_%D8%AA%D9%85%DB%8C%D9%85%DB%8C&veaction=edit&section=5

ابتدائی زندگی

خازم بن خزیمہ تقریباً 90 ہجری (708ء) میں خلافتِ اُمویہ کے دور میں، خلیفہ ولید بن عبد الملک کے زمانے میں، خراسان کے مشہور شہر "مرو الروذ" میں پیدا ہوا۔ اس کی پرورش ایک جنگی ماحول میں بنی تمیم کے درمیان ہوئی، جو اُس وقت خراسان کا سب سے بڑا اور طاقتور عرب قبیلہ تھا۔[14]



عرب قبائل کا نقشہ، جس میں قبیلہ تمیم دکھایا گیا ہے جس سے خازم کا تعلق تھا۔.

طبری کے مطابق، خلیفہ ہشام بن عبد الملک نے اعتراف کیا کہ "تمیم خراسان کے اکثر باشندے ہیں" اور معمر بن مثنی کے مطابق 96 ہجری میں صرف بنی تمیم کے جنگجوؤں کی تعداد 24 ہزار سے زائد تھی۔ طبری نے بھی کہا کہ خراسان میں مضر کی تین جماعتوں کے برابر تمیمیوں کی ایک جماعت ہے اور وہ خراسان کے بہترین سوار ہیں۔[15] [16]

خازم کا قبیلہ تمیم خراسان میں حضرت عمر بن خطاب کے دور (22 ہجری) میں آیا تھا، جب تمیمی سردار احنف بن قیس نے اس خطے کو فتح کیا۔ ایسی جنگی فضا میں خازم بچپن سے ہی بہادری اور گھڑسواری کا شوقین ہو گیا۔[17]

خطیب بغدادی کے بقول: "خازم بن خزیمہ نہشلی ایک جبار مجاہد تھا، جس نے ایک معرکے میں ستر ہزار کو قتل کیا اور تقریباً بارہ ہزار قیدیوں کو پکڑ کر قتل کر دیا۔"[18]

اموی سلطنت کے خاتمے اور عباسی خلافت کے قیام میں اس کا کردار



ایک نقشہ جس میں خراسان کے علاقے کے ممالک دکھائے گئے ہیں اور اس میں وہ شہر "مرو الروذ" بھی نمایاں ہے جہاں خازم پیدا ہوا تھا۔

خازم بن خزیمہ بنی عباس کے ان ستر نقباء میں سے ایک تھے جن کا چناؤ تحریک عباسیہ کے لیے کیا گیا تھا۔ اگرچہ تاریخی ذرائع میں ان کے تحریک میں شمولیت کی تاریخ واضح نہیں، لیکن یہ طے ہے کہ وہ بہت ابتدائی دور میں شامل ہو چکے تھے اور اسی لیے امام دعوتِ عباسیہ اور خراسان میں ان کے نائب ابو مسلم خراسانی کے معتمد سمجھے جاتے تھے۔[19][20]

ان کی پہلی جنگ اس وقت ہوئی جب امام ابراہیم نے ابو مسلم کو خراسان میں دعوتِ عباسیہ کو علناً بلند کرنے کا حکم دیا۔ خازم کو مرو الروذ پر قبضے کی ذمہ داری دی گئی، جو ان کا آبائی شہر اور خراسان کے بڑے شہروں میں سے ایک تھا۔ سن 129 ہجری میں جب وہ شہر کی طرف بڑھے تو ایک بڑی رکاوٹ سامنے آئی: ان کی اپنی ہی قوم، بنو تمیم، ان کے خلاف تلواریں سونت کر کھڑی ہو گئی۔ لیکن خازم نے اپنی فطانت سے انھیں اپنے ساتھ ملا لیا۔ انھوں نے اپنی قوم سے کہا: "اے بنو تمیم! میں بھی تم میں سے ایک ہوں۔ میں مرو پر قابض ہونا چاہتا ہوں، اگر میں غالب آ گیا تو شہر تمھارا ہے اور اگر قتل ہو گیا تو تمھیں میری طرف سے کوئی خطرہ نہ ہوگا۔" اس پر وہ ان کے ساتھ ہو گئے اور خازم نے شہر پر حملہ کر کے اموی عامل بشر بن جعفر کو قتل کر دیا اور شہر پر قبضہ کر لیا، پھر فتح کی خبر اپنے بیٹے خزیمہ کے ہاتھ مرکز بھیجی۔[21][22]

جب عباسی داعیوں نے پورے خراسان پر قبضہ کر لیا اور اموی گورنر نصر بن سیار بھاگ گیا، تو اگلا ہدف خراسان کے مضافاتی علاقوں اور پھر عراق کا قبضہ تھا۔ عباسی لشکر نے ایران کے تمام علاقوں پر قبضہ کر کے اموی گورنروں کو نکال دیا۔ خازم نے ہمدان، نہاوند، قومس اور ری کے علاقوں کو فتح کیا اور اموی افواج کو عراق بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ صرف حلوان باقی بچا جہاں اموی عامل عبد اللہ بن العلاء تھا، جسے خازم نے بغیر لڑے شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ یوں 131 ہجری میں مشرق کے

تمام اموی علاقے عباسیوں کے قبضے میں آ گئے۔ پھر عباسی افواج حلوان سے عراق کی طرف روانہ ہوئیں، جہاں ابو العباس السفاح اور ابو سلمة الخلال موجود تھے۔ خازم بن خزیمہ ان لشکروں میں سے ایک کے امیر تھے جنھیں الانبار فتح کرنے بھیجا گیا۔ انھوں نے وہاں کے اموی عامل کو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا (132 ہجری)۔[23][24]



ابو العباس السفاح کا نام اور لقب (بانیِ خلافت عباسیہ) کی خطاطی۔

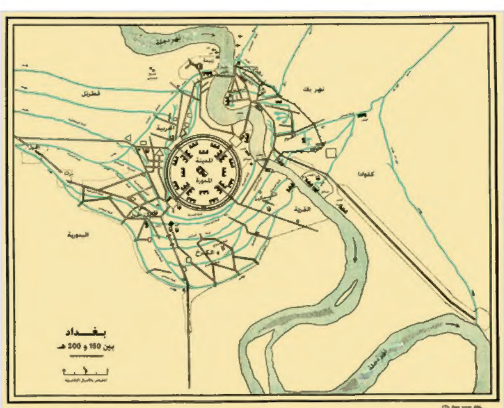
آخرکار، السفاح نے ایک بڑی فوج روانہ کی تاکہ عراق کے اموی گورنر یزید بن عمر بن ہبیرہ کو شکست دی جائے جو واسط میں جمع تھا۔ خازم اس لشکر کی میمنہ (دائیں جانب) کے قائد تھے۔ مؤرخ ابن اثیر کے مطابق، خازم نے دشمن پر حملہ کیا اور یزید کی فوج کو بھاری شکست ہوئی۔ سات روز کے محاصرے کے بعد عباسیوں نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ خازم نے یزید بن ہبیرہ، اس کے بیٹے داؤد اور دیگر اموی سرداروں کو قتل کر دیا۔ اسی سال مصر میں خلیفہ مروان بن محمد کی بھی موت واقع ہوئی اور یوں اموی خلافت کا مکمل خاتمہ ہوا اور عباسی خلافت کا آغاز ہو گیا۔[25][26][27][28]


واسط کے تاریخی شہر کی ایک تصویر، وہ مقام جہاں ابن ہبیرہ، عراق پر امویوں کے آخری گورنر، کو قتل کیا گیا۔

اولاد

- خازم بن خُزَیمہ کے پانچ بیٹے تھے، جنھیں "بنو خازم" کہا جاتا ہے۔ وہ عباسی دور میں اشرافیہ میں شمار ہوتے تھے اور مختلف علاقوں میں والی و حاکم رہے۔ ان کے نام اور کارنامے درج ذیل ہیں:

خُزَیمہ بن خازم: سب سے بڑے بیٹے اور والد کی کنیت "ابو خُزَیمہ" انھی کی نسبت سے تھی۔ وہ سب سے زیادہ مشہور اور اثرورسوخ والے بیٹے تھے۔ عباسی خلیفہ مہدی اور اس کے بیٹے ہارون الرشید کے دَور میں وہ پولیس (شُرطہ) کے سربراہ رہے۔ انھیں "القائد" کا لقب بھی ملا۔ انھوں نے بصرہ، ارمینیہ، حلب اور جزیرہ کی امارتیں سنبھالیں۔ بعد میں خلیفہ امین کے دَور میں بھی جزیرہ، حلب اور قنسرین کے حاکم رہے۔ ان کی سخاوت اور شرافت مشہور تھی۔ شاعر ابو نواس نے ان کے بارے میں کہا:[29]، [30]، [31]،[32]، [33]، [34].[35].


بغداد کے نقشے کی وضاحت جو 150 ہجری سے 300 ہجری کے درمیان عباسی خلافت کا دار الحکومت رہی

خزيمة خير بني خازم
وخازم خير بني دارم
ودارم خير تميم وما
مثل تميم في بني آدم

- عبد اللہ بن خازم: خلیفہ مہدی اور ہارون الرشید کے دَور میں شُرطہ کے سربراہ رہے۔ وہ خلیفہ امین کے قریب ترین لوگوں میں شامل تھے اور امین کو اپنے بھائی مامون کو معزول نہ کرنے کا مشورہ بھی دیا، مگر امین نے نہ مانا۔
- ابراہیم بن خازم: انھوں نے جزیرہ کی امارت سنبھالی اور خوارج سے ایک جنگ میں شہید ہوئے۔
- موسی بن خازم: واسط کے والی مقرر ہوئے۔
- شعیب بن خازم: خلیفہ ہارون الرشید کے دَور میں دمشق کے والی رہے۔[36] ثم على شرطة ابنه الخليفة هارون الرشيد.[37] [38].[39][40].

- بلاذری کے مطابق:

"خزيمة، وعبد اللهً، وشعيب، وإبراهيم، وموسى بنو خازم بُن خزيمة."[41]

وفات

خازم بن خُزَیمہ کا انتقال بغداد میں 153 ہجری/770 عیسوی میں ہوا۔ ان کی نمازِ جنازہ عباسی خلیفہ ابو جعفر المنصور نے خود پڑھائی اور ان کے انتقال پر تعزیت کی گئی۔[42][43] مؤرخ یعقوب بن سفیان لکھتے ہیں: یعنی: "153 ہجری میں خازم بن خزیمہ کا انتقال ہوا اور ان کی نمازِ جنازہ ابو جعفر (المنصور) نے پڑھائی۔"[44]

حوالہ جات

1. الطبري (1967)، ج. 7، ص. 408-409؛ ابن الأثير (1997)، ج. 4، ص. 362؛ البلاذري (1996)، ج. 2، ص. 5
2. أبو حنيفة الدينوري (1960)، ص. 443
3. الطبري (1967)، ج. 7، ص. 462
4. النويري (2002)، ج. 22، ص. 95
5. ابن الجوزي (1992)، ج. 7، ص. 324
6. ابن الكلبي (1986)، ج. 1، ص. 209
7. القلقشندي (1980)، ج.1، ص. 249
8. القيرواني (1981)، ج. 1، ص. 159
9. المفضل الضبي (2003)، ص. 41
10. الميداني (1995)، ج. 2، ص. 332
11. العيني (2010)، ج. 4، ص. 538
12. البري (1983)، ج. 1، ص. 121
13. ابن حمدون (1996)، ج. 1، ص. 418
14. الطبري (1967)، ج 7 ص 157
15. أبو عبيدة (1998)، ج. 2، ص. 539
16. الطبري (1967)، ج.6، ص 511
17. ابن كثير (1986)، ج. 7، ص. 143؛ ابن الأثير (1997)، ج. 2، ص. 414
18. البغدادي (2001)، ج. 1، ص. 402 - 403
19. العسكري (1998)، ص. 144
20. غير معروف (1971)، ص. 219
21. الطبري (1967)، ج.7، ص. 360
22. ابن كثير (1986)، ج. 10، ص. 34

23. الطبري (1967)، ج. 4، ص. 326
24. غير معروف (1971)، ص. 332
25. ابن مسكويه (2001)، ج. 3، ص. 309
26. ابن الأثير (1997)، ج. 5، ص. 30
27. البلاذري (1996)، ج. 9، ص. 322
28. السيوطي (2004)، ص. 190
29. اليعقوبي (2002)، ج. 1، ص. 45
30. الطبري (1967)، ج 8 ص 232
31. خليفة بن خياط (1977)، ص. 462
32. اليعقوبي (1995)، ج. 2، ص. 426
33. خليفة بن خياط (1977)، ص. 463
34. ابن العديم (1996)، ص. 38
35. القلقشندي (2012م)، ج. 1، ص. 430
36. الطبري (1967)، ج 8 ص 164
37. خليفة بن خياط (1977)، ص. 382
38. ابن الأثير (1997)، ج. 3، ص. 120
39. البري (1983)، ج. 1، ص. 122
40. ابن الأثير (1997)، ج. 5، ص. 304
41. البلاذري (1996)، ج. 12، ص. 136
42. الدارقطني (1986)، ج.2، ص. 651
43. ابن ماكولا (1990)، ج.2، ص. 285
44. الفسوي (1974)، ج. 1، ص. 140
